محمد الیاس ندوی بھٹکلی

ہمارے موجودہ تمام مسائل کا صرف ایک حل

اس وقت ہمارے ملک ہندوستان میں شاید ہی کوئی ہفتہ ایسا خالی جاتا ہو جس میں کسی بھی ادارہ یا تنظیم کی طرف سے مسلمانان ہند کے موجودہ مسائل پر کوئی کل ہند سمینار، کانفرنس، سمپوزیم یا مشاورتی نشست نہ ہوتی ہو، اسی طرح کوئی دن ایسا نہیں جاتا جس میں قومی سطح کے اخبار میں کسی مسلمان لیڈر، عالم دین یا ایسے غیر مسلم دانشور کا انٹرویو شائع نہ ہوتا ہو جس کو مسلمانوں سے ہمدردی ہو اور اس کی گفتگو کا محور مسلمانوں کے موجودہ مسائل اور اس کا حل نہ ہو، ان سب کا خلاصہ ہم مندرجہ ذیل مسائل کی صورت میں بیان کر سکتے ہیں:

" مسلمانوں کا تعلیمی میدان میں پچھڑا پن، اقتصادی معاشی بدحالی، سرکاری ملازمتوں میں کمی، ملکی سطح پر سیاسی میدان میں کم ہونے والی نمائندگی اور پارلیمنٹ و اسمبلیوں میں ان کی گھٹتی تعداد، وقفہ وقفہ سے ہونے والے فسادات اور محکمہ پولس کی طرف سے ہونے والی ہراسانی، مسلم نوجوانوں کی آئے روز کی دھڑ پکڑ، بے بنیاد الزامات کے ذریعہ ان کی گرفتاری، خود عدلیہ کی طرف سے مسلمانوں کے حق میں ہونے والی ناانصافی و غلط فیصلے اور ان کے عائلی مسائل یعنی پرسنل لاء وغیرہ میں آئے روز مداخلت وغیرہ وغیرہ"__ ان سب مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے ہم تھوڑی دیر کے لیے ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ ان سب مسائل کے پیدا کرنے میں جن لوگوں کا ہاتھ ہے وہ ہمیشہ اس طرح وقفہ وقفہ سے ہمیں کیوں پریشان کرنا اور دینی/سماجی/سیاسی/معاشی اور تعلیمی میدان میں ہمیشہ ہمیں زک پہنچانا چاہتے ہیں، اس کے کیا محرکات اور اسباب ہیں اور ان کی اس ذہنیت کے پیچھے کیا عوامل کارفرما ہیں؟__ کیا اگر ہم اپنی سیاسی طاقت کے زور پر یا احتجاج کے ذریعہ حکومت وقت کو مجبور کر کے اپنے جائز مطالبات منوالیں، اپنی منصوبہ بندی کے ذریعہ ملت کی ان اقتصادی و تعلیمی کمیوں کو دور کرلیں، ہمیں اسمبلیوں میں اپنی آبادی کے اعتبار سے ریزرویشن یا الیکشن کے ذریعہ نمائندگی مل جائے یعنی ساڑھے پانچ سو ممبران پارلیمنٹ میں ۲۸ کے بجائے سو مسلم ممبران پارلیمنٹ پہنچ جائیں، حکومت ۲۰ فیصد ریزرویشن سرکاری ملازمتوں اور ملکی اداروں میں ہمارے لیے مختص کردے، مسلم تعلیمی تناسب ۵۵ فیصد کے بجائے سو فیصد ہو جائے، مسلمان پورے ملک میں معاشی میدان میں ترقی کی آخری منزل کو پاجائیں اور ہماری پسماندگی کا خاتمہ ہو جائے، پورے ملک کی جیلوں سے ہمارے مسلم نوجوان رہا ہو جائیں اور عدالتوں میں ہمارے خلاف ہونے والے تمام فیصلوں کو حکومت پارلیمنٹ میں نیا قانون بنا کر رد کردے، غرض یہ کہ بالفرض اگر یہ ہمارے تمام معاشی/تعلیمی/سماجی/سیاسی اور دینی مسائل حل ہو جائیں تو کیا آپ کو اور ہمیں اس بات کا اطمینان رہے گا کہ ۶/۵ سال

کے بعد ان فرقہ پرست ذہنیت کے حامل سرکاری افسران اور دیگر برادران وطن کی طرف سے دوبارہ ہمیں پریشان کرنے یا نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی جائے گی یا پھر کسی اور چور دروازہ سے ہمارے عائلی قوانین میں مداخلت اور نئی مسلم نسل کو ذہنی طور پر پریشان کرنے اور سیاسی اور تعلیمی و معاشی میدان میں ہم کو پہلے سے زیادہ کمزور کرنے کی کوشش نہیں کی جائیگی؟ اسکا جواب یہی ہے کہ ہمارے ان سب مسائل کے حل ہونے کے باوجود ملک کے بڑے مناصب پر فائز ہمارے فرقہ پرست یہ برادران وطن جنکے ہاتھوں درحقیقت ملک کی زمام ہے پہلے سے زیادہ ہمارے خلاف منصوبہ بنانے میں لگ جائیں گے اور ان کا غیظ وغضب ہمارے خلاف پہلے سے زیادہ ہو جائیگا، اسلئے کہ انکو جس بنیاد پر ہم سے نفرت اور وحشت تھی اس کا ازالہ نہیں ہوا اور جن عوامل کی وجہ سے وہ ہم سے بدظن سے تھے اس کا کوئی خاتمہ نہیں ہوا، اس کی مثال ویسے ہی ہے جیسے کسی مریض کے سردرد یا بخار کو ختم کرنے کیلئے نیم حکیم یہ نہ معلوم کرے کہ مریض اس تکلیف میں کس وجہ سے مبتلا ہے اور وہ اس کے محرکات کو جانے بغیر صرف بخار یا سردرد کا علاج کر دے، نتیجہ یہ ہوگا کہ دوسرے دن سردرد ختم ہونے کے بعد پھر کمر میں درد شروع ہوگا، بخار کے جانے کے بعد سردی اور زکام کا آغاز ہوگا، کامیاب حکیم وہی ہے جس کو اس نتیجے میں دیر نہ لگے کہ اسکے پیٹ کی خرابی کی وجہ سے ہی یہ سب بیماریاں اس کو لاحق ہو رہی ہیں، اسلئے اس کا صحیح علاج یہی ہے کہ پیٹ کی خرابی کا ازالہ کیا جائے تا کہ آنے والی تمام بیماریوں کا خاتمہ ہو سکے

اسی طرح آج ہمارا حال ہے کہ ہم مسائل کو تو حل کرنے پر اپنی توجہ مبذول کررہے ہیں لیکن یہ مسائل جن عوامل اور اسباب کی بناء پر پیدا ہوئے ہیں اس کی طرف ہمارا ذہن نہیں جا رہا ہے۔

اس ملک میں ہمارے ان سب مسائل کا جو اس وقت ہمیں درپیش ہیں اگر سنجیدگی سے تجزیہ کیا جائے تو اس کے پس پردہ صرف ایک محرک نظر آتا ہے اور وہ اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے ان کے دلوں میں موجود خدشات، شبہات اور غلط فہمیاں ہیں، اگر اس پر ہم سنجیدگی سے توجہ دیں اور ایک کامیاب حکیم کی طرح اصل مرض کی تشخیص کرتے ہوئے اس کے ازالہ کی کوشش کریں تو سرے سے ہمارے ان سب مسائل ہی کا خاتمہ ہو جائے، اس لیے کہ عالمی سطح پر اس وقت ناگفتہ بہ حالات کے باوجود دعوتی اعتبار سے دیگر خطوں بلکہ اکثر مسلم ممالک کے مقابلہ میں ہندوستان کے حالات نہ صرف غنیمت بلکہ بہت بہتر ہیں جبکہ ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے اور دعوتی نقطہ نظر سے اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے، اس لئے کہ اب بھی الحمدللہ برادران وطن کی اکثریت اسلام کے تعلق سے بدظن ہونے سے محفوظ ہے اور ہماری تھوڑی سی کوشش سے ہی اسلام کے حق میں اس کے اچھے اثرات ظہور پذیر ہو سکتے ہیں۔

ہمیں جسم کی مختلف ظاہری بیماریوں کا علاج کرنے کے بجائے بدن میں پنپنے والے اس مرض کے ازالہ کی کوشش کرنی چاہیئے جس کی وجہ سے آئے دن نت نئے امراض کی طرح امت مسلمہ کے سامنے اس طرح کے مسائل آرہے ہیں، ہمیں حکمت عملی، خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبہ کے ساتھ اپنے برادران وطن تک اس دعوت کو پہنچانا چاہیئے جس میں خود ان کی ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی مضمر ہے، جدید ترقیات کی روشنی میں اسلام کی حقانیت وابدیت کو ثابت کرنا اس

وقت جتنا آسان ہے ماضی کی تاریخ میں کبھی اتنا آسان نہیں تھا، اسی طرح ہمیں دعوت کے میدان میں جدید وسائل واسباب کا بھی شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے بھرپور استعمال کرنا چاہئے اور اپنے ان برادران انسانیت تک بھی توحید ورسالت اور آخرت کے دلائل پہنچانے چاہئے جو کسی وجہ سے نہ ہمارے پاس آرہے ہیں اور خاص حالات کی وجہ سے ہم بھی ان تک نہیں پہنچ پارہے ہیں، آپ کہیں گے کہ نہ ہم ان کے پاس جاسکتے ہیں اور نہ وہ ہمارے پاس آرہے ہیں پھر ان تک اپنی بات پہنچانے کا کونسا طریقہ رہ جاتا ہے، ہم نے اعزاز دے کر اپنا پیغام سنانے کے لئے اپنے جلسوں میں ان کو مدعو کیا، وہ نہیں آئے، ہم نے ان تک قرآن پہنچانا چاہا، انہوں نے اس کو قبول نہیں کیا، ہم نے پیام حق ان کو سنانا چاہا، وہ سننے کے لئے تیار نہیں ہوئے لیکن آپ کے ان سب دلائل کے باوجود ہمیں اس کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں ہم ان کے پاس گئے بغیر بھی ان تک اپنا پیغام پہنچا سکتے ہیں، ان کے نہ چاہتے ہوئے بھی اسلام کی حقانیت ان کی نظروں سے گزار سکتے ہیں اور غیر محسوس طریقہ پر بھی اللہ کا پیغام ان کو سننے پر مجبور کیا جاسکتا ہے، مثلاً ایک نئی جگہ ہم دوکان لگاتے ہیں، کیا دوکان کے نہ چلنے پر دو تین ماہ کے اندر ہی اپنی دوکان بند کر دیتے ہیں؟ نہیں بلکہ ہم واقعی اگر تاجر ہیں تو پہلے مرحلے میں یہ سوچتے ہیں کہ ممکن ہے اسٹاف نا اہل ہے، اس کو تبدیل کیا جاتا ہے، پھر بھی فائدہ نہیں ہوتا تو سوچتے ہیں شاید دوکان کا باہری منظر اور اندر کا فرنیچر گاہکوں کو ترغیب دلانے میں ناکام ہے، اس کو بھی تبدیل کرتے ہیں، پھر بھی گاہک نہیں آتے تو دوکان کا ایٹم یعنی سامان ہی بدل دیتے ہیں، سال بھر کی کوششوں کے باوجود بھی جب مثبت اثرات نظر نہیں آتے تو دوکان ہی کو اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیتے ہیں، ان سب کوششوں کا بھی جب اثر نظر نہیں آتا تو جدید اور نئے تشہیری اسباب اختیار کرتے ہیں، یہاں تک کہ ایک دن وہ آجاتا ہے کہ رزاق حقیقی آپ کے صبر وتحمل سے خوش ہو کر کاروبار میں اتنی ترقی سے نوازتے ہیں کہ آپ خود حیرت میں رہ جاتے ہیں لیکن افسوس ہمارا یہی دماغ جو تجارت میں نت نئے تجربات کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے دعوت کے میدان میں پرانے تجربات کے علاوہ کچھ نئے تجربات اور حکمت کے ساتھ اس میدان میں کچھ نئے اسباب کو اختیار کرنے کے متعلق سوچنا بھی گوارہ نہیں کرتا، اگر تجارت کی طرح ہمارا دل ودماغ بھی دعوت کے میدان میں استعمال ہونے لگے تو چند ہی سالوں میں ہمارے اس ملک کی جو فضا ہوگی وہ نہ صرف مسرت آمیز بلکہ حد سے زیادہ خوش کن ہوگی، برادران وطن کی نئی نسل کو جو اسکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم ہے ابھی سے منصوبہ بندی کے ساتھ اسلام سے قریب کرنے کی کوشش کی جائے تو صرف دس سال کے بعد اس برصغیر کی اسلام کے حق میں جو پرامن فضا ہوگی وہ تصور سے زیادہ حیرت انگیز ہوگی، اپنے اس دعوتی فریضہ کی ادائیگی کے بغیر ہمیں اس ملک میں اپنے برادران وطن کی طرف سے اپنے اوپر ہونے والے ناگہانی مظالم کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت کی امید نہیں رکھنی چاہئے، اس لئے کہ انسانوں کی نظروں میں تو وہ ظالم اور ہم مظلوم ہیں لیکن ان تک اسلام کی دعوت اور توحید کا پیغام نہ پہنچانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے پاس وہ مظلوم اور ہم ظالم ہیں اور اس دعوتی فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کی تلافی کے بغیر ہم اللہ رب العزت کی مدد کے مستحق نہیں بن سکتے۔